روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۲۲۹۰
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۵ | بدھ ۲۲- رجب ۱۴۱۴ھ ' ۵- صلح ۱۳۷۳ ھش ' ۵- جنوری ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کو پورے زور سے پھیلانے کی کوشش کریں

اخبار-ایک دلیل ہوتا ہے اس بات کی کہ قوم کے اندر کتنی بیداری ہے اور کتنا اضطراب ہے اور انقلاب کی کتنی خواہش ہے۔ اگر کوئی قوم اخباروں کی طرف توجہ نہیں کرتی تو یقیناً وہ اپنی ترقی کی پوری طرح خواہش نہیں رکھتی۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پورے زور سے الفضل کو پھیلانے کی کوشش کرے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں۔ جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے' تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔

جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق و سرور اللہ تعالیٰ پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کیسہ بھرا ہوا ہو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۱۶)

فرشتوں کی مدد حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی اور عبادت کریں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

تمہارا گولہ بارود۔ بندوقیں اور تلواریں ذکر الٰہی ہے ظاہری تلوار۔ بندوق اور گولہ بارود کی بھی بے شک حکومت کو ضرورت ہے اور تمہارا بھی فرض ہے کہ ضرورت کے وقت تم اپنی جانیں حکومت کے سپرد کردو۔ لیکن جماعتی کاموں میں تمہیں ظاہری سامان حرب کی ضرورت نہیں۔ جماعتی کاموں میں تمہیں (بخشش مانگنے) اور دعا کی ضرورت ہے کسی بزرگ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ اس کا ایک ہمسایہ رات دن ناچ اور گانے میں مشغول رہتا تھا اور اس طرح ان کی عبادت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ بزرگ نے اسے کہلا بھیجا کہ تمہارے ہاں رات دن قوالیاں اور ناچ گانا ہوتا ہے جس کی وجہ سے میری عبادت خراب ہوتی ہے تم ان کاموں سے باز آجاؤ۔ اس ہمسایہ نے کہا میں اپنے گھر میں قوالیاں ناچ اور گانے کراتا ہوں۔ اس سے مجھے روکنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ تم اپنے گھر میں عبادت کرو مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں آپ کو اس سے منع نہیں کرتا۔ انہوں نے جواب دیا آپ کے ناچ گانے میری عبادت میں مخل ہوتے ہیں لیکن میری عبادت آپ کے کاموں میں مخل نہیں ہوتی اس لئے مجھے حق ہے کہ میں آپ کو ان حرکات سے روکوں۔ اس نے کہا۔ میں ناچ اور گانے کراؤں گا تم میں طاقت ہے تو مجھے روک لو۔ اس پر بزرگ نے کہ اچھا میں تمہیں ان باتوں سے روکوں گا۔ وہ شخص بادشاہ کا منظور نظر تھا اس نے بادشاہ سے کہا۔ فلاں شخص نے مجھے اس طرح دھمکی دی ہے۔ میری حفاظت کا سامان کر دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے فوج کا ایک دستہ اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا۔ بادشاہ کی مدد پہنچنے کے بعد اس شخص نے اپنے ہمسایہ کو کہلا بھیجا کہ شاید آپ نے مجھ سے لڑائی کرنی تھی۔ میں نے بادشاہ سے فوج کا ایک دستہ حاصل کر لیا ہے۔ اگر آپ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا ہم تمہارا مقابلہ تو کریں گے لیکن ظاہری سامان اور ہتھیاروں سے نہیں بلکہ رات کے تیروں سے تمہارا مقابلہ کریں گے۔ تم مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس شخص کے اندر خدا تعالیٰ کا کسی قدر خوف باقی تھا وہ مسلمان کہلاتا تھا اور قرآن کریم سنتا تھا اس کے اندر کی روحانیت کی چنگاری بھڑکی اور جب اس بزرگ کے پیغامبر نے اسے یہ پیغام دیا تو

باقی صفحہ ۷ پر

گولڈ میڈل

○ پشاور میں ۱۷ اور ۱۸ دسمبر ۱۹۹۳ء کو نیورو سرجری کی چھٹی قومی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا افتتاح محترم گورنر صاحب صوبہ سرحد نے کیا۔

اس موقعہ پر نیورو سرجری کے متعلق جو مقالے پڑھے گئے ان میں سے بہترین مقالہ نگار کو گولڈ میڈل پیش کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ گولڈ میڈل مکرم ڈاکٹر نفیس احمد حامد صاحب (جنرل ہسپتال لاہور) ابن مکرم عبد السلام صاحب ظافر (سیرالیون) کو دیا گیا۔

مقالہ کا موضوع تھا۔

"Prognostic Value of Paediatric Coma Scale

مکرم ڈاکٹر نفیس احمد صاحب حامد جنرل ہسپتال لاہور میں ایف۔ سی۔ پی۔ ایس مکمل کرنے والے ہیں۔

احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے بابرکت کرے۔ اور مزید ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

تحریک جدید کے وعدہ جات جلد مرکز بھجوانے کی درخواست

○ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵- نومبر ۱۹۹۳ء کو تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے تحریک جدید کے وعدہ جات جلد از جلد مرکز بھجوا کر سبقت کا ثواب حاصل کریں۔ اور اپنے محبوب امام کی دعائیں حاصل کریں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۵ / صلح ۱۳۷۳ ہش

۵ / جنوری ۱۹۹۴ء

دعا کرنا اور کروانا

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے کیونکہ پہلے مضامین اس بارہ میں کافی ثابت نہیں ہوئے۔ دعا نہایت نازک امر ہے اور اس کے لئے شرط ہے کہ متدعی اور داعی میں ایسا مستحکم رابطہ ہو جائے کہ ایک کا درد دوسرے کا درد ہو جائے اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچے کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا ہے اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیتا ہے ویسے ہی متدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بن جائے"۔

دعا یا خود کی جاتی ہے یا کسی اور سے کروائی جاتی ہے۔ خود کی جائے تو اس صورت میں تو اضطرار انسان کے اپنے دل مین موجود ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے اس لئے مضطر ہونا کام آجاتا ہے لیکن اگر دعا کسی اور سے کروائی جائے تو اس کے لئے وہی نسخہ تیر بہدف ہو سکتا ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود نے اوپر کے ارشاد میں بیان فرمایا ہے۔ چاہے کوئی بھی شخص ہو اس کی دعا کی قبولیت کے لئے اضطرار شرط ہے کہ یہی شرط اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی۔ اور کسی سے دعا کرانے کے لئے ضروری ہے کہ حالات ایسے پیدا کئے جائیں کہ اس کے دل میں بھی وہی اضطرار پیدا ہو جو دعا کروانے والے کے دل میں ہے۔ جب تک ایسا نہ ہو کسی سے دعا کا کروانا یا کسی کا کسی اور کے لئے دعا کرنا محض ایک رسمی سی بات بن کر رہ جاتی ہے۔ اور دعا کرنے والے کے دل میں اضطرار اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب دعا کروانے والا اس سے رابطہ رکھے۔ اور اپنی حالت کو اس کی نیک خواہشات کے مطابق بنائے۔ گویا نہ صرف دعا کے لئے کہئے بلکہ اپنے اقوال اور اعمال کو بہتر بناتے ہوئے دعا کرنے والے کے مطابق بن جائے۔ حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بار بار جماعت کے دوستوں کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ ان کے حق میں حضور کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک۔ اور نہایت اہم عنصر یہ ہے کہ دوست اپنے آپ کو حضور کی خواہشات کے مطابق بنائیں۔

پس ہمیں نہ صرف حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھنا چاہئے بلکہ ہر وقت اپنی زندگی کو حضور کی خواہشات کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ حضور کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی کے کاروبار کو درست سے درست تر بناتے رہنا چاہئے۔ ہمارے دکھ اور ہمارے سکھ حضور کے دکھ اور سکھ بن جائیں ہمارا اضطرار حضور کے اضطرار میں مدغم ہو جائے۔

اے خدا تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں اور حضرت امام جماعت کی دعاؤں کو ہمارے حق میں۔ ساری جماعت کے حق میں۔ قبول فرما۔ آمین۔

میرے منہ کی باتیں چھین کے مجھ پر طنز اڑاتے ہو
میرے خون کے چھینٹوں سے مجھکو رنگین بنانا ہے
لوگ زمانہ ساز نہ ہوتے تو مجھ سے گھبراتے کیوں
مَیں نے ان کے منہ پر ان کی باتوں کو دہرانا ہے

ابو الاقبال

یوں تو میں نے اپنے جی کو جی بھر کر سمجھایا ہے
لیکن یوں لگتا ہے جیسے مجھ پر کوئی سایہ ہے

رِیت نبھانے والے ہی اس دل کو اچھے لگتے ہیں
پریت کی پیتا کیسی بھی ہو یہ اپنا سرمایہ ہے

دیواروں کی اوٹ میں چھُپ کر جھانکو اور شرماؤ تم
ہم نے بھی تو چاند ستاروں کو دیوار بنایا ہے

کانوں پاس تو نقّارے بھی بجنا کوئی بات نہیں
دُور سے آنے والی ہر آواز سے دل گھبرایا ہے

مَیں جو سمندر پار کے لوگوں کو بھی اپنا کہتا ہوں
جس کے گھر سے گھر ملتا ہے وہ کس کا ہمسایہ ہے

مَیں کب کہتا ہوں تم میری باتیں سن کر غور کرو
مَیں نے دل کا حال سنا کر اپنا جی بہلایا ہے

نس نس میں اک ٹیس نسیم اب سانسوں سے ٹکراتی ہے
مَیں نے ساری دنیا کے دکھ درد کو یوں اپنایا ہے

نسیم سیفی

یتامیٰ کمیٹی دار الضیافت ربوہ

حضور انور کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلانات

۱۔ امانت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضرورت کے لحاظ سے تین صد روپیہ ماہوار سے سات صد روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی اس خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی
دار الضیافت، ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

عرب ایک قبائلی قوم تھی۔ اور جو قبائلی قومیں ہوتی ہیں ان میں قومی روح انتہا درجہ کی شدید ہوتی ہے۔ پس اس حکم (بدر کے مقتولین کا ماتم نہ کرنا) کی خلاف ورزی ان کے لئے ناممکن تھی۔ مائیں اپنے کلیجوں پر سل رکھ کر' باپ اپنے دلوں کو مسوس کر' اور بچے اپنی زبانوں کو دانتوں تلے دبا کر بیٹھ گئے۔ اور ان کے لبوں سے آہ بھی نہیں نکلتی تھی کیونکہ ان کی قوم کا یہ فیصلہ تھا کہ آج رونا نہیں تاکہ محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی خوش نہ ہوں۔ اور وہ یہ نہ کہیں کہ دیکھا ہم نے مکہ والوں کو کیسی شکست دی۔ مگر دل تو جل رہے تھے۔ سینوں میں سے شعلے تو نکل رہے تھے۔ جگر تو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ وہ دروازے بند کر کے تاریک گوشوں میں بیٹھتے اور دبی ہوئی آوازوں کے ساتھ روتے۔ تاکہ کسی کو یہ پتہ نہ لگے کہ وہ رو رہا ہے مگر یہ رونا ان کی تسلی کا موجب نہیں تھا کیونکہ انسان غم کے وقت دوسرے سے تسلی چاہتا ہے۔ بیوی چاہتی ہے کہ خاوند میرے دکھ پر افسوس کرے۔ باپ چاہتا ہے کہ بیٹا میرے غم میں حصہ لے۔ اور بیٹا چاہتا ہے کہ باپ میرے غم میں حصہ لے۔ اسی طرح ہمسایہ چاہتا ہے کہ ہمسایہ والے میرا غم بٹائیں۔ اور اگر کوئی ایسا ماتم ہو جائے جس کا اثر سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں پر ہو تو اس وقت سب لوگ چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کریں۔ اور اس طرح اپنے دکھ درد کو کم کریں۔ پس تنہائی کے گوشوں میں ان کا بیٹھ کر رونا ان کی تسلی کا موجب نہیں تھا۔ مہینہ گزر گیا اور برابر یہ حکم نافذ رہا۔ اس عرصہ میں وہ آگ جو انہوں نے اپنے سینوں میں دبا رکھی تھی سلگتی رہی۔ آخر مہینہ کے بعد ایک دن ایک مسافر وہاں سے گزرا۔ اس کی ایک اونٹنی تھی جو راہ ہی میں مر گئی وہ اس اونٹنی کے غم میں چیخیں مار مار کر روتا جا رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ ہائے میری اونٹنی مر گئی۔ ہائے میری اونٹنی مر گئی۔ تب مکہ کا ایک بوڑھا شخص جو اپنے مکان کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے مکان کے دروازے کھول دیئے۔ اور بازار میں آ کر اس نے زور زور سے پیٹنا اور چلا چلا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس شخص کو اپنی اونٹنی پر رونے کی تو اجازت ہے مگر میرے دو نوجوان بیٹے مارے گئے اور مجھے ان پر رونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یہ ایک نعرہ تھا جو اس نے لگایا اور جس نے مکہ میں ایک شعلہ کا کام دیا۔ اس کے بعد نہ کسی کو قانون کا خیال رہا نہ قوم اور برادری سے اخراج کی دھمکی کا خیال رہا۔ مکہ کے گھروں کے تمام دروازے کھل گئے اور چوکوں اور بازاروں میں عورتیں اور بچے پیٹنے لگ گئے۔ یہ کتنی بڑی آگ تھی جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے منکرین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اس نے ان کی تمام شوکت اور رعب اور دبدبہ کو خاک میں ملا دیا۔

پھر یہ آگ خدا تعالیٰ نے کفار کے لئے اس طرح بھی تیار کی کہ اس نے اسلام کو ایک کامل اور جامع تعلیم دے کر بھیجا۔ جس سے کفار بالکل محروم تھے۔ وہ جب اسلام کا اپنے مذاہب سے مقابلہ کرتے تو ان کے دل جلتے۔ اور وہ کہتے کہ ہمارے مذہب میں کیا رکھا ہے۔ کاش یہی باتیں ہمارے مذہب میں بھی ہوتیں اور ہم بھی فخر سے اپنی گردن اونچی کر سکتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر (وہ آیت جس میں دین کے مکمل ہونے کا اور اتمام نعمت کا ذکر ہے) ہماری کتاب میں موجود ہوتی۔ تو ہم اس آیت کے نزول کے دن کو اپنے لئے عید کا دن مقرر کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم تو ایک دن عید مناتے لیکن ہمارے لئے تو جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ کا دن تھا اور دوسرے حج کا دن تھا۔ (ترمذی جلد ۲ کتاب التفسیر۔)

اسی طرح حضرت عباسؓ کے متعلق روایت آتی ہے کہ ان سے بھی کسی یہودی نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اس روز عید مناتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے بھی اس کو یہی جواب دیا۔ کہ ہمارے لئے تو اس دن دو عیدیں جمع تھیں (ترمذی جلد ۲ کتاب التفسیر)

غرض اسلامی تعلیم کی جامعیت کو دیکھ کر بھی ان کے دل بغض و حسد کی آگ سے جل جاتے۔ اور وہ سوائے آہیں بھرنے اور حسرت و اندوہ کا شکار ہونے کے اور کوئی راہ نہ پاتے۔ یہی آگ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کو بھی جلاتی رہتی ہے آج بھی کسی عیسائی کو کوئی یہودی کہہ دے کہ کیا تیرا خدا وہی ہے جس کو ہم نے کانٹوں کا تاج پہنایا۔ اور اسے ذلت کے ساتھ صلیب پر لٹکایا۔ تو تم ہی خود ہی اندازہ لگاؤ کہ اس کے دل میں کس قدر جلن پیدا ہو گی۔ اور وہ کیسے دکھ اور عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ اسی طرح جب بت پرستوں پر ان کے بتوں کی بے چارگی ظاہر ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ پر لعنتیں ڈالتے ہیں کہ ہم اشرف المخلوقات ہو کر بھی بے جان بتوں کے آگے سر جھکا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان جب قرآن کریم پڑھتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کلام سے فیض یاب فرماتا ہے تو اس کا دل خوشی سے اچھلنے لگتا ہے کہ اسلام پر چلنے سے میرا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔ مگر ویدوں کا ماننے والا جب وید پڑھتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرا خدا اب مجھ سے ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ تو اس کا دل اس صدمہ سے کڑھنے لگتا ہے اور وہ حیران ہوتا ہے کہ وہ خدا جو وید کے رشیوں سے کلام کیا کرتا تھا اب مجھ سے کیوں کلام نہیں کرتا۔ کیا میں اس کا سوتیلا بیٹا ہوں کہ وہ رشیوں کے ساتھ تو بولا۔ مگر میرے ساتھ نہیں بولتا۔ اسی طرح عیسائیوں میں کفارہ اور آریوں میں نیوگ کا مسئلہ بھی ایسے ہی مسائل میں سے ہیں۔ جن پر بحث کے دوران میں وہ اپنے دلوں میں ایک ندامت اور شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور خواہ وہ زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں ان کے دل اسلامی تعلیم کی برتری کو تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان کی انہی دلی کیفیات کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ "بہت دفعہ کفار بھی بڑی حسرت کے ساتھ کہا کرتے ہیں کہ کاش وہ بھی ان مسائل کو ماننے والے ہوتے اور انہیں اس شرمندگی سے نجات ملتی۔ جواب ان کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے۔ طلاق' خلع' نکاح بیوگان' اور ورثہ وغیرہ مسائل میں جب مشکلات ان کا احاطہ کرتی ہیں اور تمدنی خرابیاں ان کو الجھنوں میں ڈالتی ہیں تو وہ اسلامی تعلیم کی فوقیت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

میور اسلام کا شدید ترین دشمن ہے۔ مگر وہ بھی قرآن کریم اور بائبل کا مقابلہ کرتے ہوئے۔ لائف آف محمد ﷺ میں ایک جگہ بڑی حسرت کے ساتھ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کی بالکل پاک اور غیر تبدیل شدہ کتاب اور ہماری کتب کے مختلف نسخوں کے باہمی اختلاف کا آپس میں مقابلہ کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ دو ایسی چیزوں کا مقابلہ کیا جائے جن میں باہم کوئی بھی مشابہت نہ ہو۔ (لائف آف محمد مصنفہ سر ولیم میور)

غرض محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کا انکار کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے آگ کا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ جس کے شعلے ان کو ہر وقت جلاتے رہتے ہیں۔ اور جب اسلام کو کوئی ترقی نصیب ہوتی ہے ان کے دلوں کی یہ آگ اور بھی تیز ہو جاتی ہے۔

لجنہ کالم

آنحضرت ﷺ کے متعلق واقعہ ہے کہ دنیوی حالت نہایت غربت میں تھی۔ ہاں ظاہری حالت بے بسی کی سی۔ مگر باوجود اس ظاہری بے سروسامانی کے ایران کے بادشاہ کے پاس آپؐ کی نبوت اور ترقی کی رپورٹیں برابر پہنچتی تھیں اور وہ آپؐ سے باوجود بادشاہ ہونے کے خائف تھا۔ آخر اس نے عرب کے گورنر کو آپ کی گرفتاری کا حکم بھیجا۔ آدمی شاہی حکم لے کر آپؐ کے پاس آئے اور صاف صاف عرض کر دیا۔ اور کہا کہ نافرمانی نہ کیجئے بے چون و چرا ہمارے ہاتھ اپنے آپ کو دے دیجئے بادشاہ بہت بڑا ہے اس کے حکم کی تعمیل میں ایران چلئے۔ اسی میں آپ کا بھلا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کل اس کا جواب دوں گا۔ دوسرے دن آپ نے ان سے فرمایا سنو آج رات میرے خدا نے تمہارے خدا کو مار دیا۔ جاؤ واپس۔ انہوں نے واپس جا کر من وعن گورنر کو کہہ دیا۔ گورنر حیران ہو گیا وہ ایران کی ڈاک کا منتظر رہا۔ یہاں تک کہ وہی اطلاع اس کو پہنچی کہ خود اس کے بیٹے نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اسی رات جس رات آپؐ نے فرمایا تھا خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہمارا باپ بڑا ظالم تھا۔ ہم نے اس کو مار دیا۔ اب ہم خود بادشاہ ہیں۔ ہمارے باپ نے ازراہ ظلم عرب کے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا ہے۔ اب چونکہ وہ مار دیا گیا ہے۔ ہم اس کے حکم کو منسوخ کرتے ہیں۔

تو اب دیکھو بادشاہت دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اصل مقصود تو یہ ہے کہ خطروں سے محفوظ ہو جائیں اور خطروں سے وہی محفوظ ہوتے ہیں جو خدا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور دعاؤں سے اس کی مدد کو پاتے ہیں۔ ہاں تو یاد رکھو خدا سنتا ہے۔ مگر قاعدے

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد

ایک سوال کا جواب

میرے ایک عزیز دوست نے لاہور سے ایک سوال بھجوا کر مجھے امتحان میں ڈال دیا ہے میں کوئی دینی عالم نہیں ہوں۔ انہیں چاہئے تو تھا کہ وہ یہ سوال کسی عالم یا دانشور سے کرتے جو انہیں تسلی بخش جواب دیتا۔ بہرحال جو میری سمجھ میں آتا ہے ڈال دلیا حاضر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سرخرو فرمائے۔ وہ لکھتے ہیں

"ایک سوال کبھی کبھی ذہن میں ابھرتا ہے اور کوئی تسلی بخش جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ سے مدد کی درخواست ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا حکمران ہے۔ اسی نے تمام قوانین قدرت بنائے ہیں جن کے تابع ہم زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن وہ ایک زندہ خدا ہے جس کا ہر ذی روح کے ساتھ براہ راست اور ذاتی تعلق ہے۔ وہ صرف عادل ہی نہیں رحمان اور رحیم بھی ہے اور ہماری دعاؤں کو بھی سنتا ہے۔ بہ ایں ہمہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں قسما قسم کی بیماریاں مظالم۔ فساوات اور آفات وغیرہ کی گرفت میں ایسے لوگ بھی آجاتے ہیں جو براہ راست اور ذاتی طور پر قصوروار نہیں ہوتے۔ مثلاً زلزلہ۔ طوفان۔ حادثات وغیرہ میں نقصان اٹھاتے ہیں اور ان عوامل کے بداثرات بے گناہ لوگوں پر ویسے پڑتے ہیں جیسے کہ دوسروں پر۔ پھر کچھ بچے پیدائشی معذور ہوتے ہیں یا شدید بیماری سے ان کی زندگی مسلسل عذاب بن جاتی ہے۔ بعض اوقات نیک اور اچھے لوگ بھی ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور ان کی حالت موت سے بدتر ہو جاتی ہے۔ غرض دنیا میں ایسی بہت سی "ناانصافیاں" نظر آتی ہیں جو کہ بظاہر اس رشتہ کی نفی کرتی ہیں جو کہ ایک عادل اور رحیم خدا کو اپنے بندے کے ساتھ ہونا چاہئے۔ ایسا کیوں ہے۔"

عرض ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دو قانون رائج ہیں۔ قانون قدرت اور قانون شریعت۔ قانون قدرت آپ کو ہر جگہ ہر وقت کام کرتا نظر آتا ہے اس سے نہ کوئی ولی باہر ہے اور نہ ہی کوئی گناہ گار۔ آگ میں اللہ تعالیٰ نے جلانے کی صلاحیت رکھی ہے۔ خواہ ولی آگ میں ہاتھ ڈالے یا کوئی گناہ گار وہ ہاتھ جلائے گی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ معجزہ دکھانا چاہتا ہو جسطرح اس نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ قانون شریعت یا اللہ تعالیٰ کا خاص قانون خاص لوگوں کے لئے خاص وقتوں پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ Exceptions کے زمرے میں آتے ہیں Rule نہیں ہوتے

اسی طرح پانی میں اللہ تعالیٰ نے پیاس بجھانے کی خاصیت رکھی ہے۔ ولی کو بھی پیاس بجھانے کے لئے پانی پینا پڑے گا اور گناہ گار کی پیاس بھی پانی ہی بجھائے گا۔ جہاں بھی آپ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ قانون کو توڑیں گے آپ کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اگر کوئی نیک آدمی سخت سردی میں ننگا باہر نکل جائے گا تو ضرور نمونیہ کا شکار ہوگا اس کی نیکی یا ولایت اس کے کوئی کام نہیں آئے گی۔ دنیا میں جتنی بھی بیماریاں ہیں وہ کسی نہ کسی صورت میں قانون قدرت سے بغاوت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صفائی کا حکم دیتا ہے وہ کہاں کہتا ہے کہ آپ آس پاس گندے جوہڑ پیدا کریں کہ ملیریا کے مچھر وہاں پیدا ہوں۔ آتشک اور سوزاک زناکاری کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ آج کل ایڈز کا زور ہے اسے بھی جنسی بے راہ روی نے ہی جنم دیا ہے۔ آپ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق متوازن اور طیب یعنی وہ غذا جو آپ کے مناسب حال ہو کھائیں تو دل کے امراض سے بچ سکتے ہیں۔ آپ کو کس نے کہا ہے کہ سگریٹ نوشی کریں۔ اللہ تعالیٰ تو تمام مضر صحت اور نشہ آور چیزوں سے پرہیز کی ہدایت کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا خوبصورت بات کہی ہے کہ میں بیمار ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے شفا دیتا ہے یعنی بیماری کو اپنی طرف منسوب کیا اور شفا کو اللہ تعالیٰ کی طرف۔

جہاں تک مظالم اور فسادات کا تعلق ہے اس میں بھی اگر آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ اخوت اور بھائی چارہ کا درس دیتا ہے۔ ظلم کی داستان تو خود انسان نے شروع کی ہے۔ فسادات کی وہ خود بنیاد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بارہ میں مورد الزام ٹھہرانا تو خود ظلم ہے۔ باقی جہاں آگ لگی ہوگی تو وہ لازمی طور پر اپنے اردگرد کے ماحول کو متاثر کرے گی۔ جو لوگ خود آگ نہیں جلاتے اور اس کی گرمی سے تکلیف محسوس کرتے یا جھلسے جاتے ہیں یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو منع کریں جو فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں کیونکہ ان کو علم ہونا چاہئے کہ وہ بھی اس کی لپیٹ میں آسکتے ہیں۔ آپ خود دیکھ لیں کہ کتنے لوگ ہیں جو برائی کو دیکھتے ہوئے اگر وہ طاقت رکھتے ہوں تو قوت سے ورنہ ہاتھ سے یا زبان سے ہی اسے برا کہتے ہیں۔ برا کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چند دوستوں میں اس کا ذکر کر دیں بلکہ علی الاعلان کہیں کہ یہ بات غلط ہو رہی ہے یا یہ ظلم ہو رہا ہے۔ ہم خود ان جراثیم کو پالتے ہیں اور جب وہ ایک وقت میں آکر ہم پر ہی حملہ کرتے ہیں تو قصور خود ہمارا ہوتا۔ اگر ہم ذاتی طور پر ملوث نہ بھی ہوں مگر اس حد تک ملوث ضرور ہوتے ہیں کہ برائی اور ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے۔ موٹی سی مثال فرقہ وارانہ فسادات کو ہی لے لیں۔ جب تک اپنے فرقہ پر ظلم نہ ہو رہا ہو اور مخالف پس رہا ہو ہم آواز نہیں اٹھاتے ہم اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ کل یہی آگ ہمارے خلاف بھی بھڑک سکتی ہے۔

جہاں تک معذور بچوں کی پیدائش اور شدید بیماریوں سے زندگی مسلسل عذاب بننے کا سوال ہے تو ایک لحاظ سے اس کے متعلق اوپر ذکر آچکا ہے۔ معذور بچوں کی پیدائش میں بیشتر وجوہات ایسی ہوتی ہیں کہ ہم نے کہیں نہ کہیں قانون قدرت کی خلاف ورزی ضرور کی ہوتی ہے۔ حمل کے دوران اگر ماں احتیاط نہ برتے اور ڈاکٹری ہدایات پر عمل نہ کرے۔ باقاعدگی سے چیک اپ نہ کروائے غرض کئی ضروری باتیں جن کا خیال نہ رکھا جائے تو بچہ کی صحت پر اثر پڑ سکتا ہے۔ مثلاً اگر ماں کو حمل کے دوران German Measels نکل آئی تو بچہ لازمی طور پر معذور پیدا ہوگا اور ڈاکٹر ایسا حمل ضائع کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ شادی کے موقعہ پر اچھی طرح دیکھ بھال کر لینی ضروری ہے کہ خاندان میں کوئی خطرناک بیماری تو نہیں رہی۔ مثلاً اگر دل کی بیماری کی ہسٹری رکھنے والے خاندان آپس میں شادیاں کر لیں تو اس بات کا اغلباً امکان رہے گا کہ یہ بیماری اگلی نسل میں منتقل ہو جائے۔ اسی طرح آتشک یا سوزاک رکھنے والے مادہ کے لوگوں میں بالعموم بچے بیمار یا معذور پیدا ہوتے ہیں۔

مجھے ایک دفعہ ایک انگریزی مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا جس میں صاحب مضمون نے لکھا تھا کہ میڈیکل میں جو ترقی ہوئی ہے ان تمام ترقیوں اور علاج دریافت کرنے کے پیچھے کسی نہ کسی کے درد کی داستان پنہاں ہے۔ یہی دکھ کا احساس اس کی دریافت میں مہمیز کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ ایک شخص کی تکلیف لاکھوں نہیں کروڑوں کے لئے زندگی بچانے کا موجب بن جاتی ہے۔ اگر کوئی بیمار نہیں ہوگا تو اس کا علاج کس طرح دریافت ہوگا۔ بیمار لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جیسے بعض لوگ نئی دریافت شدہ دوائیوں کو ٹیسٹ کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ اکثر و بیشتر ایجادات کسی کی تکلیف اور دکھ کو دیکھ کر ہی نکالی گئی ہیں بلکہ اگر آپ غور کریں تو دنیا کی اکثر ایجادات کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرومی کی داستان چھپی ہوئی ملے گی۔

دراصل دنیا کے نظام کو علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں بانٹ کر دیکھنے سے بالعموم پریشانی ہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کا مدعا سمجھنے میں نہیں آتا۔ اسے ایک یونٹ کے طور پر دیکھیں ہم انسان کے جسم کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں کیونکہ تکلیف جسم ہی محسوس کرتا ہے حالانکہ جسم فانی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ روح کو زیادہ دیکھتا ہے کیونکہ وہ قائم رہنے والی چیز ہے اور بات بھی یہ ہی ٹھیک ہے کہ جو قائم رہنے والی چیز ہے اس کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ یہ دنیا تو دارالعمل ہے منزل نہیں۔ اگر ہم اس نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو پھر عارضی تکالیف اگر ان کے عوض جزا ملنی ہو تو اتنی اہمیت نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مومن کو جو بخار چڑھتا ہے اس کا بھی اگلے جہان میں اجر ملے گا۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے کہ اگلا جہان ہے اور یہ دنیا دارالعمل ہے آخری آرام گاہ نہیں بلکہ سرائے ہے جہاں کسی کو نسبتاً زیادہ آرام مل گیا اور کسی کا تکلیف سے دن کٹ گیا تو پھر بدنی تکالیف زیادہ اہمیت نہیں پاتیں۔ شاید اسی لئے بالعموم دیکھنے میں آیا ہے کہ امراء کی روح غریبوں کے مقابلہ میں زیادہ کثیف ہوتی ہے۔ یہ تو وہ تکالیف ہیں جو ہمیں ورثہ میں یا بعض حالات یا بعض بیماریوں کے نتیجہ میں اٹھانی پڑتی ہیں لیکن بزرگ تو ان میں سے بعض تکالیف خود اپنے اوپر وارد کرتے ہیں تاکہ ان کی روح لطیف ہو جائے۔ عبادات میں بھی تو جسمانی مشقت ہے۔ آخر روزہ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کو کیا مل جاتا ہے اس کی خدائی اور کبریائی میں رتی بھر بھی فرق پڑتا ہے؟ مگر اس نے انسان کی روح کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور وصل حاصل کرنے کے لئے مشقت میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات انتہائی لطیف ہے اور انسان کی روح کثیف۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر بشارت الرحمن، ایم-اے

مسئلہ تقدیر

مسئلہ تقدیر کے سلسلہ میں بعض احادیث کی تشریح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تا پڑھنے والے کہیں ان کا غلط مفہوم اخذ نہ کریں۔ ان میں سے ایک حدیث نبوی یہ ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا جبکہ آپ صادق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آپ کو سچی باتیں ہی بتائی جاتی ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کے اجزاء کو (جبکہ وہ نطفہ کی شکل و حالت میں ہوتا ہے) اس کی ماں کے رحم میں چالیس دن تک کی مدت میں مجتمع کیا جاتا ہے۔ پھر اسی طرح وہ علقہ بنتا ہے پھر مضغة یعنی ایک بوٹی کی شکل اختیار کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے۔

۱۔ اس شخص کے رزق۔
۲۔ اس شخص کی عمر کی میعاد کے بارے میں
۳۔ اور یہ کہ وہ بد بخت ہے یا
۴۔ وہ نیک بخت ہے۔

اور خدا کی قسم ایک شخص دوزخیوں کے کام کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر وہ لکھی ہوئی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔ اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ایک یا دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھی ہوئی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ میں جا گرتا ہے۔

اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ جنت یا دوزخ میں جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کسی شخص کے بارے میں فیصلہ پیدائش سے قبل ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ اس شخص کے اعمال اس کو بدل نہیں سکتے۔

اس حدیث کی حقیقت بلکہ ہر دینی حقیقت کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ متشابہات کو محکمات کے تابع کیا جائے۔ محکمات ان احکام، امور یا عبارات کو کہتے ہیں جن کے دو معنی نہیں ہو سکتے واضح طور پر صرف ایک ہی مفہوم ان میں نکلتا ہے اور متشابہات ان باتوں کو کہا جاتا ہے جن کے کچھ ملتے جلتے مختلف معانی کئے جا سکتے ہیں۔ بعض صحیح ہوتے ہیں اور بعض غلط۔ صحیح معنی وہ ہوتے ہیں جو محکمات کے تابع اور ان کے ہم آہنگ ہوں اور غلط وہ جو محکمات کے واضح مفہوم سے تضاد رکھیں۔ اب یہ امر کہ جنت اور دوزخ میں انسان خدا تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر یا فیصلے کے جبر سے جاتا ہے محکمات سے تضاد رکھتا ہے۔ اس بارہ میں ایک محکم فرمان الٰہی یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ہم نے انسان کو جنت میں جانے اور خدا تعالیٰ کو پانے کا راستہ بتا دیا ہے اب خواہ وہ شکر گذاری کرتے ہوئے اس پر چلے یا انتہائی ناشکری کرتے ہوئے اس پر چلنے سے انکار کر دے"۔

اس سے ظاہر ہے کہ انسان نیکی اور بدی کے راستہ کو اپنی مرضی سے ہی اختیار کرتا ہے۔

پھر یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ اگر انسان جبر کی وجہ سے بدی کرتا ہے تو پھر اسے سزا دینے اور جہنم میں ڈالنے کے کیا معنی ہیں۔ اسی طرح اگر وہ نیکی جبر کی وجہ سے کرتا ہے تو جنت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا حدیث کے یہ معنی نہیں تو پھر اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اپنی پیدائش کے موقعہ پر کئی قسم کے اچھے اور برے اثرات، رجحانات، بیماریاں اور عوارض لئے پیدا ہوتا ہے جو مخفی تخم کے طور پر اس کے اندر موجود ہوتے ہیں کچھ ماحول کے نتیجہ میں اور کچھ والدین سے ورثہ کے طور پر اسے ملتے ہیں۔

آج کل اس بارہ میں زبردست تحقیق ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے انسان والدین سے ورثہ میں کئی جسمانی بیماریوں کے رجحانات لیتا ہے۔

پس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رزق اور عمر کے بارے میں پیدائش کے موقعہ پر انسان کی استعداد اور فطری صلاحیت متعین ہو جاتی ہے اسی طرح نیکی اور بدی کے ورثہ میں ملے ہوئے رجحانات کے مطابق اس کے شقی یا سعید ہونے کا تعین ہوتا ہے۔

لیکن انسان جس طرح ورثہ میں ملنے والی بیماریوں کا صحیح علاج کروا کے ان سے نجات پا سکتا ہے اسی طرح انبیاء کی تعلیم پر ارادہ اور مرضی سے کاربند ہونے اور دعاؤں اور استغفار کے ذریعہ بدی کے رجحانات کا بھی علاج کروا کے ان سے پاک اور مبرا ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تصویری زبان میں ایک حقیقت بیان کی ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی ارواح کو اپنے سامنے حاضر کیا اور ان سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں یعنی کیا میں نے اپنی پہچان کے لئے اور اپنی ربوبیت کے لئے تمہیں پیدا نہیں کیا۔ تا تم ارتقائی عمل میں سے گذر کر اپنے رب کی اپنی اپنی استعداد کے مطابق پہچان اور معرفت حاصل کرو۔ اور اپنی زندگی کے مقصد کو پالو۔ تمام ارواح نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا میں نے یہ کارروائی اس لئے کی ہے اور تمہیں اپنے خلاف گواہ بنایا ہے کہ قیامت کے روز تم یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ ہم تو ان سے بالکل ہی بے خبر اور ناواقف تھے۔

دوسری جگہ فرمایا کہ جن و انس کو میں نے صرف اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی پہچان اور معرفت اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی لقاء کا مادہ خواہ وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو ہر انسان میں فطرتاً ودیعت کیا گیا ہے۔

یہ جو آیا ہے کہ ہر بچہ کے بارہ میں رحم میں مادہ میں لکھا جاتا ہے کہ شقی ہے یا سعید ہے تو یہ اس وقت کے عوارض کے تحت ابتدائی رجحانات کا یقین ہوتا ہے بعض روحانی عوارض اور بیماریاں بچہ کو خدا تعالیٰ کے قانون (GENETICS) کے تحت لگی ہوتی ہیں۔ ہاں بعد میں اس بچہ کے لئے روحانی علاج کے حصول کا راستہ کھلا ہوتا ہے۔ اور جو بچہ بڑا ہو کر اس راستے کو عمداً اختیار نہیں کرتا۔ وہی قابل سزا بنتا ہے۔ اسی روحانی علاج کے لئے ہی تو انبیاء اور رسل کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری و ساری ہے۔ قرآن کریم کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کو روحانی صحت پانے کے لئے ایک روحانی ہسپتال کا ذکر فرمایا ہے۔

فرمایا۔

یہ قرآن کریم ایک روحانی ہسپتال ہے جس کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ میں اللہ ہوں۔ جو تمام روحانی امراض اور شقاوتوں اور ان کے علاج کے بارے میں پورا پورا علم رکھتا ہوں۔

یہ قرآن میرا تحریر کردہ اور تجویز کردہ نسخہ ہے جو شخص بھی اسے ہدایات متعلقہ کے مطابق استعمال کرے گا۔ وہ شفایاب ہو گا۔ اور اپنی استعداد کے مطابق اپنے رب کی معرفت حاصل کر کے اسے پا سکے گا۔ اس بارہ میں کوئی شک و شبہ نہیں بلکہ یہ یقینی امر ہے۔ اپنی کسی شقاوت یعنی روحانی بیماری کی وجہ سے ہلاکت کا سامنا وہی کرے گا جو اس تحریر کردہ نسخہ کو استعمال ہی نہ کرے گا۔ (اس میں کوئی شک نہیں ہے) دوسرے معنے یہ ہیں کہ اس میں الٰہی نسخہ سے خدا تعالیٰ کے بارے میں تمام شکوک و شبہات مٹ جائیں گے اور کسی قسم کا ریب اور شک و شبہ باقی نہ رہے گا۔

ہاں ایک شرط بہر حال لازم ہو گی کہ بیمار کو جو پرہیز بھی بتایا جائے وہ اس پر بہر حال عمل پیرا ہو۔ (متقیوں کے لئے ہدایت ہے) اور یہ ایسی شرط ہے جو تمام اطباء اپنے مریضوں پر عائد کیا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز تمہاری بیماری میں اضافہ کر دے گی اس کے نزدیک نہیں جانا یعنی اس شجرہ ممنوعہ کا پھل نہیں کھانا۔ ہمارے آقا سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را

یعنی بد پرہیز بیمار کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھا کرتا اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کو بھیج کر روحانی امراض سے شفایابی کا انتظام کیا کرتا ہے۔ جو لوگ ان کی دعوت کو قبول کرتے ہیں وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں اور دوسرے لوگ اپنی شقاوت کو انتہا تک پہنچا کر بالآخر جہنم کے ہسپتال میں داخل ہو کر شفایاب ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جہنم میں داخل کرنے کے لئے کسی پر کوئی جبر نہ ہو گا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ ۳

سے قانون قدرت کے مطابق۔ کیا دیوار پر آٹا دے مارنے سے روٹی پک سکتی ہے بلکہ روٹی اسی قاعدے سے پکے گی جو قواعد اس کے لئے بنائے گئے ہیں۔ پس دعا بھی اسی قاعدے سے قبول ہو گی جو اس کے لئے مقرر ہے۔ (مصباح ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

☆☆☆☆☆

توحید کا پیغام پہنچانے کی راہ میں قربانیاں

آپ نے جب توحید کا پیغام دنیا میں پہنچانا ہے تو یاد رکھیں کہ اس راہ میں تکلیفیں دی جائیں گی (------) میں جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں توحید کے لئے جتنی جماعت احمدیہ نے قربانیاں دکھائی ہیں دنیا کے پردے پر توحید کے لئے دی جانیوالی ساری قربانیاں ایک طرف کر دیں تو اس کے مقابل پر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس زمانہ میں توحید کے نام پر سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو سزا نہیں دی جا رہی۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی - حالات - واقعات - شخصیات - ــــــــــــ نون سین

ہندوستان / بنگلہ دیش تعلقات

بتایا گیا ہے کہ کھلنا کے قریب ہندوستانیوں اور بنگلہ دیشیوں کے آپس میں تعلقات خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں۔ کشمکش اس لئے بڑھ رہی ہے کہ یہاں ہندوستانی فوجی دستوں نے زبردستی ٢٠ مربع میل کا علاقہ اور دو دریا اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔ وزارت داخلہ کے ذرائع نے ایک انگریزی اخبار کو بتایا ہے کہ منگل کے روز ہندوستان کی سرحدی فوجیں گولیاں برساتی رہیں۔ ان کا نشانہ قریبی دیہات تھے جہاں ان گولیوں کی وجہ سے دہشت پھیل گئی۔ انگریزی اخبار ٹیلی گراف نے کہا ہے کہ ہندوستان کی سرحدی فوجیں کافی دیر تک گولیاں برسا کر ماہی گیروں کو دہشت زدہ کرتی رہتی ہیں ہندوستانی کہتے ہیں کہ یہ دونوں دریا ان کی ملکیت ہیں حالانکہ بنگلہ دیش اسے اپنا حصہ سمجھتے ہوئے اپنے ماہی گیروں کو اس میں مچھلیاں پکڑنے کی اجازت دیتا ہے۔ لوگ دہشت زدہ ہو کر اپنے گھروں کو چھوڑ رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ خاصے فاصلہ تک انہیں جانا پڑتا ہے۔ ہندوستان کی سرحدی فوج نے پہلے ١٩۔ دسمبر کو ڈنگ لاڈے کے علاقہ میں گولیاں چلائی تھیں اور وہاں اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ پانچ گاؤں ایسے ہیں جن کا تعلق ہندوستان سے ہے نہ کہ بنگلہ دیش سے حالانکہ وہ بنگلہ دیش کے علاقہ میں واقع ہیں۔

اسلامی نظام؟

دیوان عظمت سجادہ نشین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاک پتن شریف نے ایک انٹرویو میں کہا کہ پاکستان کا موجودہ نظام عدل اور قانون کی پریکٹس دونوں قرآن مجید کے احکام اور معاملات کو اسلامی طرز پر نبٹانے کے طریق سے بالکل متضاد ہیں۔ پیر عظمت نے کہا کہ صحیح طور پر کسی بھی مذہبی رہنما یا سیاسی رہنما نے پاکستان میں نظام اسلام رائج کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ وقت میں پاکستان کو ایک اسلامی ملک کہنا کیونکہ اس میں مسلمان آزاد ہیں سارے نظام اسلام کے لئے ایک مذاق سے کم نہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ حکومت کی راہ میں نظام اسلام کے قیام کے سلسلے میں بعض مشکلات ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ یہاں ہر فرقہ اپنے طریق کار کا اسلام رائج کرنا چاہتا ہے اور یہ بات مشکل ہی نہیں ناممکن ہے یہاں اس

باقی صفحہ ۷ پر

بقیہ صفحہ ۴

کثافت اور لطافت کا ملاپ کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشقتیں اٹھانے سے ہی روح کی لطافت میں اضافہ ہوتا ہے آپ ان کو "نا انصافیوں" کا نام نہ دیں۔ عورت اللہ تعالیٰ سے گلہ کر سکتی ہے کہ تو نے مجھے مرد کیوں نہ پیدا کیا۔ کالا گلہ کر سکتا ہے کہ مجھے گورا کیوں نہ پیدا کیا۔ غریب گلہ کر سکتا ہے کہ مجھے کس جرم میں غریب پیدا کیا اور دوسرے کو کس خوشی میں امیر۔ بدصورت گلہ کر سکتا ہے کہ مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا تھا کہ مجھے بدصورت پیدا کیا گیا۔ چھوٹے قد والا علیحدہ دفتر کھول سکتا ہے۔ بیمار صحت والے سے شاکی۔ یہ حالتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آزمانے کے لئے رکھی ہیں کہ کون کس طرح Behave کرتا ہے۔ باقی زندگی تو چند روزہ ہے۔ مجھے یہاں ہمارے خاندان کی ایک ملازمہ کی بات یاد آجاتی ہے کہ اس نے ایک دفعہ ہماری عزیزہ سے کچھ رقم مانگی جو وہ اس وقت نہ دے سکیں تو اس نے پنجابی میں کہا "بی بی مرتے سب نے جانا ہے تسی کھا کے مر جاؤ گے تے اسی بھکے مر جاواں گے" جانا سب نے ایک ہی جگہ پر ہے۔ اس جہان میں جنہوں نے بھی دکھ اٹھائے ہیں وہ اپنے دکھوں اور تکلیف کا ضرور بڑھ چڑھ کر اجر پائیں گے۔ حضرت بانی سلسلہ ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ لیمپ میں پانی نے تیل سے پوچھا کہ میں صاف ہوں لوگ مجھ سے وضو کرتے ہیں۔ میں گندگی کو دھو دیتا ہوں مگر تو مجھ سے اوپر کیوں ہے تو تیل نے جواب دیا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا کہ میں بویا گیا زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا۔

نیز بعض اخلاق انسان کے مصائب میں ہی نکھرتے اور نمایاں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر بالکل قادر ہے کہ انسان کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچنے دے۔ مگر ایسا نہیں۔ اس میں بڑے اسرار پنہاں ہیں۔ والدین کو اپنی بیٹی بڑی پیاری ہوتی ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ وہ روتے ہوئے اسے اپنے گھر سے رخصت کرتے ہیں۔ یہ جدائی کا وقت بڑا رقت آمیز ہوتا ہے مگر لڑکی کے بعض ایسے قویٰ ہوتے ہیں جن کا اظہار شادی کے بعد ہی کھلتا ہے۔ بچے وفات پا جاتے ہیں۔ والدین دکھ اور غم سے دیوانہ ہو جاتے ہیں مگر ان کو اس بات کی کس نے گارنٹی دے رکھی تھی کہ بچہ بڑا ہو کر ڈاکو۔ چور یا بدمعاش نہیں بنے گا۔ اس حالت میں تو پھر والدین کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ تو پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مر گیا۔ ذہنی توازن کھونے والے تو بیشتر دکھ اور احساس سے ہی بے نیاز ہو چکے ہوتے ہیں۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر ان کے عزیزوں کو زیادہ دکھ پہنچ رہا ہوتا ہے جب کہ وہ خود احساسات کی دنیا سے نکل چکے ہوتے ہیں۔ میرا تو ذاتی نظریہ ہے کہ انسان بہرحال غلطیوں کا پتلا ہے۔ بعض لوگوں کو جن سے کوئی گناہ یا غلطیاں سرزد ہوتی ہیں ان سے پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان بندوں کو اس دنیا میں ہی بعض تکالیف دے کر پاک کر دیتا ہے اور وہ سیدھے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ بچے فوت ہوئے مگر آپ کی زبان پر کبھی ایک لفظ بھی شکایت کا نہیں آیا۔ اگر دنیا میں کوئی شخص اس بات کا حقدار تھا کہ اس کی نرینہ اولاد ہو وہ تنعم کی زندگی بسر کرتا تو وہ محبوب خدا ہی کی ذات تھی۔ خدا نے خود اسے محبوب قرار دیا۔ مگر دنیاوی نقطہ نظر سے ذرا ان کی زندگی پر نظر ڈال کر تو دیکھیں۔ عام آدمیوں پر ابتلا اس لئے آتے ہیں کہ انہیں خود معلوم ہو کہ ان کی ایمانی حالت کیسی ہے اور نیکوں پر اس لئے کہ لوگوں کو علم ہو کہ وہ ایمان کے کس مقام پر فائز ہیں۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ابتلاء اور عذاب میں بڑا فرق ہے۔ عذاب کے نتیجہ میں مایوسی اور گھبراہٹ ہوتی ہے جب کہ ابتلا میں مومن کہتا ہے کہ کچھ پرواہ نہیں یہ سب خدا کی راہ میں ہے اور اس کا ایمان مزید ترقی کرتا ہے وہ اس میں ایک قسم کی لذت محسوس کرتا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ ایسی بہت سی "ناانصافیاں" نظر آتی ہیں کہ جو کہ بظاہر اس رشتہ کی نفی کرتی ہیں جو کہ ایک عادل اور رحیم خدا کو اپنے بندے کے ساتھ ہونا چاہئے۔ یعنی آپ کہتے ہیں کہ ہر انسان رستم زمان۔ ہر شخص قارون کی طرح امیر ہر شخص یوسف کی طرح خوبصورت ہر شخص کا قد چھ فٹ ہر شخص گورے رنگ کا کیوں نہ پیدا ہوا جو کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو کر سکتا تھا۔ مگر آپ خود سوچیں کہ اگر ایسا ہوتا دنیا میں کیا خوبصورتی رہ جاتی جب کہ ہر چیز ٹکسالی ہوتی۔ دنیا کی خوبصورتی تو اس کی تنوع میں پنہاں ہے۔ پھر دنیا کا کاروبار کس طرح چلتا۔ اگر ہر شخص امیر ہوتا یا صحت مند ہوتا تو کام کون کرتا۔ اگر راک فیلر کی دولت سے کسی ایک کو بھی دمڑی کم ملتی تو کیا اسے خدا سے ناانصافی کی شکایت کرنے کا حق نہ ہوتا۔ پھر جو بیمار پڑ جاتے ہیں ان کی خدمت کون کرتا۔ وہ جو انسان کے اخلاق کے حسین پہلو ہیں مثلاً جذبہ شکر یا جذبہ ہمدردی اس کا اظہار کس طرح ہوتا۔ Mother Tressa جو انسان کی پیشانی پر جھومر کی طرح چمک رہی ہے کیسے پیدا ہوتی۔ ایسی دنیا تو ایک دن بھی نہ چل سکتی نہ ہی اس میں کوئی حسن باقی رہتا۔ گلاب کا پھول بھی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ گیندے کے پھول کو اللہ سے شکوہ نہ ہوتا کہ تو نے مجھے گلاب جیسی نزاکت۔ بھینی خوشبو اور رنگ عطاء نہیں کئے۔

جہاں تک زلزلے۔ طوفان اور حادثات کا تعلق ہے یہ تخلیق کائنات کا حصہ ہیں۔ انسان اگر چاہے تو ان سے بہت حد تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ آپ زلزلہ کی زد میں یا طوفانوں کی زد میں جو علاقے ہیں وہاں ہی بستیاں آباد کریں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ قحط بھی نوے فیصد انسانوں کی غلطیوں کی پیداوار ہے۔ امریکہ اگر اپنی زائد گندم اور مکئی سمندر میں ضائع کرنے بجائے افریقہ میں قحط زدہ لوگوں میں بانٹ دے تو وہاں کے لوگ بھوک سے تو نہ مریں۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ملکوں اور قوموں کی تفریق پیدا نہیں کی۔ اس نے سب انسان اور ایک دنیا پیدا کی ہے اب انسانوں کا انسانوں کی طرح رہنا تو انسانوں کا کام ہے۔ باقی رہا دعا کا مسئلہ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور بعض دفعہ اس کا جواب نہ میں ہوتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کو Dictate تو نہیں کروا سکتا۔ ہاں ہر دعا کسی نہ کسی رنگ میں قبول ضرور ہو جاتی ہے۔ ہماری مرضی کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے کسی اور رنگ میں پوری کر دیتا ہے یا ہمارے اعمال کے

پلڑے میں ضرور ڈال دیتا ہے۔

آخر میں ایک لطیفہ یاد آگیا کہ ایک شخص ہر وقت دنیا کی برائی اور اللہ تعالیٰ سے شکوے کرتا رہتا تھا۔ اسے دنیا کی کوئی چیز نہ بھاتی تھی تو اسے ایک روز غیب سے آواز آئی کہ اگر تجھے اس سے بہتر کوئی دنیا ملتی ہے تو وہاں چلا جا۔

بقیہ صفحہ ۶

وقت تک اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام فرقے کسی ایک بات پر متفق نہ ہو جائیں انہوں نے مزید کہا کہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام نامور دینی رہنماؤں کو اکٹھا کرے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرے اور انہیں کسی ایک بات پر متفق ہونے پر آمادہ کرے۔ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی جس کی نئی تشکیل کی گئی ہے اور جس کے سربراہ اب مولانا کوثر نیازی ہیں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں پوری لگن کے ساتھ کام کریں۔ حکومت کو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے ذریعے یا کسی اور الگ ایسی ہی تنظیم کے ذریعہ چاہئے کہ تمام مختلف الخیال علماء کو کسی ایک خیال پر متفق ہونے کے لئے مائل کرے۔ ان تمام علماء کو مل کر ایک ترجمہ قرآن پیش کرنا چاہئے اور وہ ترجمہ تمام فرقوں کو قبول کرنا چاہئے اسی طرح حدیثوں کو بھی اکٹھا کیا جائے اور ایسی حدیثوں کی ایک کتاب ترتیب دی جائے جس پر سب متفق ہوں اور پھر ان کے مطابق اسلامی قوانین وضع کئے جائیں اور ساری اسلامی سلطنت پر نافذ کئے جائیں انہوں نے مزید کہا کہ عدلیہ کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے کہ اسے عوام الناس کی دہلیز تک لایا جائے گا۔ لیکن یہ تمام دعوے اب تک خالی از عمل رہے ہیں۔ اگر فوری طور پر اس پر عمل نہ کیا گیا تو یہ عوام الناس کو عدل و انصاف نہ دینے والی بات ہوگی۔

اسرائیل پی۔ ایل۔ او معاہدہ / عمل در آمد میں پیش رفت

اگرچہ لگتا تو یہ تھا کہ اسرائیلی حکومت اور فلسطینی معاہدہ کرنے کے باوجود ایک دوسرے سے پرے ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن اب گزشتہ روز جب وہ قاہرہ میں آپس میں ملے۔ تو پتہ چلا کہ جن مسائل پر گفت و شنید ہو رہی ہے وہ کامیابی کے ساتھ حل ہونے کا امکان ہے۔ اسرائیل کے وزیر خارجہ شمعون پیریز نے کہا کہ انہوں نے غیر محدود امید دلائی ہے اور کہا ہے کہ ایک ایسا معاہدہ طے پا سکتا ہے۔ جس میں اسرائیل بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فلسطینیوں کے حقوق بھی انہیں مل جائیں۔

دراصل زیادہ تر اس وقت اسرائیلیوں کے تحفظ کا سوال اہمیت اختیار کر گیا ہے فلسطینیوں نے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ اسرائیل ن پروگرام کے مطابق غازہ پٹی اور مغربی کنارہ سے نکل جائے تاکہ وہ اپنے انتظام کر سکیں۔ اور ان انتظامات کے لئے جرمنی نے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک خاص بات جو اس گفت و شنید میں تنازعہ کی صورت میں سامنے آئی۔ وہ یہ ہے کہ اردن اور مشرقی سرحدوں کی کون حفاظت کرے گا۔ اسرائیل کا خیال ہے کہ حفاظت کے نقطہ نظر سے یہ معاملہ بہت اہم ہے۔ لیکن فلسطینی کہتے ہیں کہ جب انہیں حق خود اختیاری مل جائے گا تو جس حلقے پر ان کا اقتدار ہوگا اس کی سرحدوں کی حفاظت ان کا کام ہوگا۔ نہ کہ کسی اور کا۔ اسرائیلیوں کی طرف سے گفت و شنید میں شامل یوسی سرید نے گفت و شنید کچھ دیر کے لئے ترک کر دی اور اپنے ہوٹل میں اخبار نویسوں کو بتایا کہ دو افراد جو تحفظات کے لئے گفت و شنید کر رہے ہیں وہ اس بات میں پر یقین ہیں کہ بات آگے بڑھی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وفد کا لیڈر پریز اور پی۔ ایل۔ او۔ کا محمود عباس سرید سے مل رہے ہیں یا نہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے ہیں۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر شخص ہر شخص سے مل رہا ہے۔ دونوں طرف سے پریز اور عباس گفت و شنید کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور یہ پہلی دفعہ ملے ہیں یعنی گزشتہ اکتوبر میں جب گفت و شنید ہو رہی تھی اور تعطل کا شکار ہو گئی تھی تو اس کے بعد وہ پہلی دفعہ ملے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ اب وہ جلد جلد ایک دوسرے کی بات کو سمجھ کر معاملات طے کرنے میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔

آذری آرمینی تنازعہ

ایران کے صدر اکبر ہاشمی رفسنجانی نے آذربائی جان کے وزیر خارجہ حسن حسینوف کو بدھ کے روز کہا کہ آذریوں اور آرمینیا کے درمیان ناگورنو کاراباغ کے متعلق جو لڑائی جاری ہے وہ بلا جواز ہے۔ اس وقت کاراباخ میں لڑائی ہو رہی ہے اور اسی طرح آذربائی جان کے سرحدی علاقوں میں اور آرمینیا کے علاقوں میں اور اسے کسی طرح بھی عالمی اصولوں کے مطابق ضروری نہیں کہا جا سکتا یہ بالکل بلا جواز ہے۔ اور دنیا میں یا اس علاقے میں بھی کوئی ملک ایسا نہیں ہے جو اس آگ کے شعلوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ ہاشمی رفسنجانی نے حسن حسینوف سے یہ بھی کہا کہ ان حالات میں ایران کو تشویش ہے کیونکہ آذری مہاجرین وہاں آتے ہیں اور انہیں انسانی برادری کے ناطے امداد دی جاتی ہے۔ رفسنجانی نے کہا کہ عالمی برادری کی وہ ایجنسیاں جو مشکل اوقات میں مدد دیتی ہیں انہیں چاہئے کہ وہ آذری مہاجرین کو دی جانے والی امداد میں اضافہ کریں یہ لوگ بہت زیادہ سردی میں بے سازو سامان پڑے ہیں۔ حسینوف نے ایران کے وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایران کو چاہئے کہ وہ ثالثی کی کوششیں جاری رکھے اور آرمینیا کی فوجوں کو آذری زمینوں سے باہر نکالنے کی کوشش کرے۔ اور ایک باعزت امن کا معاہدہ طے پا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ آرمینیا کے لوگ یہ نہیں چاہتے کہ اس جھگڑے کا کوئی ایسا فیصلہ ہو جو امن پر منتج ہو۔

کاراباخ کے اکثر آرمینی جنہوں نے اپنے لئے آزادی کا اعلان کر دیا تھا اور یہ اعلان ۱۹۹۱ء میں کیا گیا تھا نے اس جنگ کو اپنے حلقے سے باہر لے جانے پر اصرار کیا۔ اور اس طرح آذریوں کے علاقے کا ۲۰ فیصد حصہ اپنے قبضے میں لے لیا تہران نے آرمینیا کی اس کارروائی کی مذمت کی اور کہا کہ ایسا کرنے سے علاقہ کا تحفظ خطرے میں پڑ جائے گا ایرانی حکومت آذری مہاجرین کی مدد کرتی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ یہ جھگڑا جلد از جلد ختم ہو ایران میں بہت سے آذری موجود ہیں اور آرمینیوں کی بھی کچھ تعداد پائی جاتی ہے اس جھگڑے کے سلسلے میں ایران نے ان مہاجرین کے لئے جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہو گئی ہے کچھ کیمپ لگا دئے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱

اس کی چیخ نکل گئی اور اس نے کہا تم ان سے کہہ دو۔ آئندہ ناچ اور گانے نہیں ہوں گے کیونکہ رات کے تیروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ مجھ میں ہے اور نہ بادشاہ میں ہے۔ پس تم نے لوگوں کے قلوب تک پہنچنا ہے اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کی مدد اس وقت آتی ہے جب تم ذکر الٰہی اور عبادت کرو۔

(از خطبہ ۲۴/دسمبر ۱۹۵۴ء)

☆☆☆☆☆

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۹۳۴۷ میں خالد ممتاز ولد چوہدری فضل الٰہی صاحب قوم راجپوت منہاس پیشہ تجارت عمر ۵۹ سال بیعت ۱۹۳۴ء ساکن ۲-۱۴ دار العلوم جنوبی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۳-۸-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔
۱۔ مکان ۲-۱۴ برقبہ دس مرلے مالیتی اندازاً ۲۰۰۰۰۰ روپے ۲۔ سرمایہ دوکان ۵۰۰۰۰ روپے
۳۔ مبلغ ۶۰۰۰ روپے والدین کے ترکہ میں سے ملے تھے جو اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۳۵۰ روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد خالد ممتاز ۲-۱۴ دار العلوم جنوبی ربوہ ضلع جھنگ گواہ شد نمبر ۱ حفیظ احمد شوکت صاحب وصیت نمبر ۲۲۳۸۷ ربوہ گواہ شد نمبر ۲ محمد صدیق صاحب وصیت نمبر ۱۸۶۳۹ ربوہ

تبدیلی فون

○ دفتر لجنہ اماء اللہ ربوہ مقامی کا پرانا فون 506 سے بدل کر اب نیا فون 212285 ہو گیا ہے۔

پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
عبد المنان ناصر ولد میاں عبد السلام صاحب فون: ۵۵۰ ۶۴۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ :۴ جنوری- مطلع قدرے ابر آلود ہے۔ ربوہ کا درجہ حرارت
کم از کم ۹ درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ ۱۹ درجے سنٹی گریڈ

○ کشمیر کے موضوع پر پاکستان اور بھارت کے سیکرٹریان خارجہ کی سطح پر ہونے والے مذاکرات ناکام ہو گئے۔ مشترکہ پریس کانفرنس میں پاکستان اور بھارت کے خارجہ سیکرٹریوں نے اعتراف کیا کہ کشمیر کے مسئلے پر اختلافات میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ پاکستان کے سیکرٹری خارجہ نے کہا کہ پاکستان اب بھارت سے اس وقت تک بات چیت نہیں کرے گا جب تک وہ کشمیر کی صورت حال کو بہتر نہیں بناتا اور کشمیری رہنماؤں کو آزاد نہیں کرتا۔ بھارتی سیکرٹری خارجہ نے کشمیر کے مسئلے پر قراردادوں کو غیر متعلق قرار دے دیا۔ اگرچہ دونوں ممالک نے مسئلہ کشمیر پر اعلیٰ سطحی مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق کیا لیکن مذاکرات کی کوئی نئی تاریخ معین نہیں کی گئی۔ بھارت کا موقف ہے کہ کشمیر سے پہلے سیاچن' سرکریک اور وولر بیراج جیسے معاملات کا تصفیہ کیا جائے۔

○ کابل پر سرکاری اور باغی طیاروں کی بمباری کے بعد اس بارے میں متضاد اطلاعات ملی ہیں کہ آیا افغانستان کے صدر ربانی صدارتی محل سے فرار ہو گئے ہیں یا ابھی وہیں ہیں۔ شدید لڑائی کا یہ سلسلہ کئی صوبوں تک پھیل گیا ہے۔ سرکاری افواج کی طرف سے مزار شریف ائرپورٹ پر قبضہ کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ صدر ربانی نے حملوں کا ذمہ دار حکمت یار کو قرار دیا ہے۔ ۷۰۰ سے زائد افراد ہلاک و زخمی ہو چکے ہیں۔ ریڈیو کابل کی نشریات بند ہیں۔ شہریوں کی اکثریت نے شہر چھوڑ دیا ہے۔ لڑائی کا زور صدارتی محل کی طرف ہے۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ پاک بھارت مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں فریقین میں وسیع اختلافات برقرار ہیں۔

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کسی بھی جمہوری ملک کے لئے آزاد عدالتیں ضروری ہیں۔ لاڑکانہ میں کیڈٹ کالج اور بار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ جمہوری نظام کا اہم ترین ادارہ ہے۔ اسے مستحکم بنایا جائے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ پاک بھارت مذاکرات میں دونوں طرف سے غیر لچکدار رویئے کا مظاہرہ کیا گیا۔

○ سابق وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت کشمیر کے مسئلے پر بھارت کو درپردہ رعائتیں دینا چاہتی ہے۔ پوری قوم اس کی مزاحمت کرے۔ بھارت کے خلاف قرارداد واپس لے کر بے نظیر نے بھارت کو ایک سال مزید ظلم کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے۔ بوسنیا کے معصوم نہتے عوام پر جس بہیمانہ انداز سے ظلم توڑے جا رہے ہیں۔ اس کا دور سے اندازہ نہیں ہو سکتا۔

○ ایک برطانوی صحافی نے کہا ہے کہ افغانستان کے صدر ربانی کی حکومت صرف محل کی چار دیواری تک محدود ہے۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں حکمت یار کی حکومت ہے روزانہ بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ قیدیوں کو بھوکے شیروں کے سامنے پھینک دیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کو بے آبرو کر کے خودکشی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ہر طرف ظلم کی داستانیں ہیں باغات اور سنسان بازاروں میں کھیلنے والے بچے میزائلوں اور بموں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ مجاہدین کے گروپ جب چاہے جنگ شروع کر دیتے ہیں۔

○ وزیر اعظم بے نظیر نے کہا ہے کہ پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں پہنچنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ معاشی ترقی کے لئے جامع منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

○ مرتضیٰ بھٹو کو پیرول پر رہا کرنے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ عدالت نے اپنے مختصر فیصلے میں لکھا ہے کہ ایسی درخواست پر صرف حکومت ہی اجازت دے سکتی ہے۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ ہم بھارتی وزیر خارجہ کی یقین دہانیوں پر عمل درآمد کے منتظر ہیں۔ ڈھاکہ میں مسٹر دنیش سنگھ نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجوں کے جبرو تشدد میں کمی کرنے اور انسانی حقوق کی پامالیاں ختم کرنے کا یقین دلایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل میں بھارت کی سنجیدگی کا اظہار اس وقت ہو گا جب مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ختم کی جائیں گی۔

○ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق نے کہا ہے کہ ۵۔ جنوری کو ماں بیٹی "یکجا" نظر آئیں گی۔ "خیر خواہوں" نے بیگم بھٹو کے دورۂ لاہور سے توقعات وابستہ کر رکھی تھیں مگر ناکامی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ بیگم بھٹو اور مرتضیٰ نے کبھی بے نظیر کی قیادت سے انکار نہیں کیا۔

○ فلسطینی تنظیم آزادی کے سربراہ یاسر عرفات کے قریبی ساتھی ابو غفار بھٹو خاندان میں مصالحت کرانے پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ ان کا بھٹو خاندان سے قریبی تعلق ہے۔ مسٹر ابو غفار نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں آزادی کی تحریکوں کو بے نظیر سے زبردست توقعات وابستہ ہیں۔

○ پیپلز پارٹی پنجاب کا ایک قافلہ لاڑکانہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ۵۔ جنوری کو گڑھی خدا بخش میں بھٹو کی سالگرہ کی تقریبات میں صرف کارڈ ہولڈر شریک ہو سکیں گے۔

○ وزیر داخلہ کی قیادت میں لاء اینڈ آرڈر کمشن قائم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ کمشن امن و امان کی صورت حال اور جرائم کی رجحان کے وجوہات کا جائزہ لے گا۔

○ ملائیشیا میں مکمل طور پر اسلامی مالیاتی نظام رائج کر دیا گیا ہے۔ سرمایہ فراہم کرنے والوں کو سود کی بجائے منافع دیا جائے گا۔ ملائشیا کے مرکزی بینک نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ اسلامی ترقیاتی نظام رائج کرنے والا دنیا کا پہلا ملک ہے۔

○ ۲۲ لاکھ کلرک قلم چھوڑ ہڑتال کریں گے۔ ملک بھر میں یوم سیاہ منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ دو روز میں مطالبات تسلیم نہ ہوئے تو وزیر اعلیٰ ہاؤس کا گھیراؤ کیا جائے گا۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات بہت جلد کرا دیئے جائیں گے۔

○ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر مسٹر پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب وہ گاڑی ہے جس کے دو سٹیرنگ اور دو ڈرائیور ہیں۔ ایسی گاڑی کبھی نہیں چل سکتی۔ ایک کو لازماً "کلینر" اور ایک کو ڈرائیور بننا ہو گا۔

○ اے این پی صوبہ سرحد کی صدر بیگم نسیم ولی خان نے کہا ہے کہ پشاور اسلام آباد موٹر وے کے منصوبہ کی منسوخی پورے ملک اور صوبہ سرحد کے خلاف زیادتی ہے۔ اگر اس منصوبہ پر کام نہیں ہوتا تو مختص رقوم صوبے کو دے دی جائیں۔ سرحد اسمبلی میں اس منصوبے کے مبینہ خاتمے پر تحریک التوا پیش کی گئی ہے۔

○ سینٹ میں بحث کے دوران اپوزیشن کے بعد اراکین نے کہا کہ انتخابات میں انتہائی جدید طریقے سے دھاندلی کی گئی۔ نتائج کہیں اور منظور کروائے گئے۔ رات بارہ بجے کے بعد ان کا اعلان کیا گیا۔ وزیر اعظم کو باہر سے درآمد کیا گیا۔ وہ مجبور تھے جہاں سے آئے وہیں واپس چلے گئے۔

○ سابق نگران حکومت کا نافذ کردہ فلور کراسنگ آرڈیننس ۲۔ فروری کو ختم ہو جائے گا۔ قومی اسمبلی میں اس آرڈیننس کے پیش کئے جانے کا سردست کوئی امکان نہیں۔ اگر اس کو بل کی صورت میں منظور نہ کروایا گیا تو یہ آرڈیننس ختم ہو جائے گا۔

واقفین نو کو
سال نو مبارک
وکیل وقف نو

جرمن ہومیو پیتھک ادویات
• مدر ٹنکچر • پوٹینسیاں • اور بائیوکیمک کی تمام ادویات، خالی شیشیاں کے علاوہ ہر قسم کی ٹکیاں اور گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ • شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔
کیور ٹو میڈیلین ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی گولبازار ربوہ رجسٹرڈ پاکستان
فون: آفس ۱۷۷، کلینک ۶۰۶

انصاف واچ ہاؤس ربوہ اقصیٰ روڈ
وال کلاک، ٹائم پیس، کلائی کی گھڑیاں نئی ورائٹی، نئے ڈیزائن کوالٹی کی ضمانت
شادی بیاہ کیلئے لیڈیز اینڈ جینٹس واچ نیز ریپئرنگ کا واحد مرکز
نعیم بشارت

پتہ

بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
بیرون جماعت کے مریض اپنے مفصل حالات لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں یا سوالنامہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر طلب کریں
دوا خانہ بیرونِ صلوۃ دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ **ربوہ**
فون ۲۱۴۴۴ / ۲۱۴۴۴ ۲۱۲